Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16.C.75.

16C75

Maulavi 'Abdul Ghafūr Khān Nassākh

of Calcutta, accepted [illegible]

related to Mawlawi [illegible] Khan Bahadur -

a brother [illegible] died in 185[illegible]

author of a Dīwān published [illegible]

Persian [illegible] and

[illegible] called Nasīma Ishq

INDIAN INSTITUTE

گالی مجھے جو دی تو جلی غیر رشک سے
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین

ہوتا ہون قتل لطف و عنایات یار سے
مین زیر بار منت تیغ ستم نہین +

کٹتے ہین غیر حال مرا دیکھہ دیکھکر
تیغ جفا سے تیرے وفا یار کم نہین +

کرتا ہے مجھکو قتل ترا وعدۂ وصال
دمباز تیغ تیز سے کم تیرا دم نہین +

آسان بہر اہل دول ہے جہان کی سیر
کم خط جام سے کبھی نقش درم نہین +

اوس بت کی ہجر مین جو ٹپکتی ہین اشک صاف
سنگ چکان سے کم مرے چشمان نم نہین +

حل ہو گیا ہے مسئلہ جبر و اختیار
مین قید زلف یار اوسے میرا غم نہین +

نساخ ہے جو طائر مضمون کی فکر مین
شہباز تیز پر ہے ہمارا قلم نہین

خاتمۃ الطبع

جان آفرین خدای را سپاس کہ رسالۂ نادرۂ اعجوبہ بیان تحقیق حقائق اردو زبان موسوم بہ زبان ریختہ تصنیف لطیف سحر پرور جادو نگار جناب مولوی عبد الغفور خان بہادر نساخ سلمہ الغفار در مطبع نامی جناب معلی القاب منشی نول کشور در لکھنو بماہ جون ۱۸۷۴ع مطابق جمادی الاول ۱۲۹۱ھ بحری نجوشتیر اسپکو زیور تمامی در بر کشیدہ سرمہ کش ارباب بصر گردید

## ناسخ

یہ نور ہی روی مہ جبین کا کہ ہو خجل جانب چودھوین کا
جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا

زبسکہ وصف دہان شیرین ہا ہی ورد زبان شیرین
بدن مین جب تک ہے جان شیرین مزا نہین ہی انگبین کا

وہ چشم فتان ہی غمزہ مل وہ زلف پیچان ہی مشک سا کم
عذار مین ہی نباہت گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا

یہ جوش پرہان ہی اشک کا یم کہ ساتون دریا مین کسی کم
جسے کہ کہتی ہین سب جہنم شرر ہی اک آہ آتشین کا

زبسکہ ہی جوش داغ ہجران ہوا مرا سینہ باغ رضوان
بڑی گلگشت جای غلمان خیال بہتر ہی اک حسین کا

یہ اوسکی ہے ساعد کا عالم کہ جسنی دیکھا ہو وہ بیدم
نیام تیغ قضای سرم لقب ہی قاتل آستین کا

برا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسی کا
بنا ہی عشق بتان مین یہ کا نشان سجدہ مرا جبین کا

اگر ہو پہاڑ پر سمندر یقین ہی ہو خاک دم مین جلکر
سنا جو ہو آفتاب محشر کھڑا ہی داغ آتشین کا

طبع نصاف دوستان سی کہ اتنا فرمائین سب ہمارے
کیا ہی ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

## آتش

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہے بوی دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون پہلوی دوست

چہرہ رنگین کوئی دیوان رنگین سے ہے مگر
حسن مطلع مین مسین مطلع صاف ابروی دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے بچی نہین اوتری ابھی گیسوی دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روی دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجہ مشکل سے کھلین گے عقدہ ہای موی دوست

داغ دل پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوی دوست

دو مرے نکلے زخم کاری سی تو حسرت سی ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوی دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتی ہین آپ
خشت زیر سر نہین پائینچہ تھا زانوی دوست

یاد کرکے اپنی بربادی کو روتی ہین ہم
جب اوڑاتی ہی ہوای تند خاک کوی دوست

اوس بلای جان سے آتش دیکھی کیونکر بچے
دل سوا شیشے سی نازک دلسی نازک خوی دوست

## نساخ

کب بہرہ مند شادی و عشرت سی ہم نہین
کب چاک اپنی ہاتھون سے دامان غم نہین

جسی آپ کہتی تہے آشنا جسی آپ کہتی تہے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا نہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

## ذوق

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

تیر و پیکان جتنے تہے دل مین وہ ہمنے نکال
اپنے ہاتہون گہر لٹانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

دیکہکر قاتل کو بہر لائے خراش دلمین خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

خط مین لکہوا کر اونہین بہیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

تیغ تو اوچہی پڑی تہی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑہانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

جب کہا مرتا ہون وہ بولی مرا سر کاٹ کر
جہوٹ کو سچ کر دکہانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

وہان سے ابرو یہان گردن پہ پہیری ہمنے تیغ
بات کا ایما ہی پانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

ہمنے پہلی ہی کہا تہا تو کریگا ہمکو قتل
تیور ونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

جو سکہایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکہائیگا سکہانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکہون مین سمانا کوئی ہمسے سیکہہ جائے

## غالب

نکتہ چین ہے غم دل اوسکو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہان بات بنائے نہ بنے

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل
اوس پہ بنجائے کچہہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

کہیل سمجہا ہے کہین چہوڑ نہ دے بہول نجائے
کاش یون بہی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے

غیر پہرتا ہے لئے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچہے کہ یہ کیا ہے تو چہپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بہلے ہین تو کیا
ہاتہہ اوٹہائین تو اونہین ہاتہہ لگائے نہ بنے

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کسکی ہے
پردہ چہوڑا ہے وہ اوسنے کہ اوٹہائے نہ بنے

موت کی راہ نہ دیکہون کہ بن آئے نہ بنے
تمکو چاہون کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے

بوجہہ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹہائے نہ اوٹہے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

عشق پر زور نہین ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجہائے نہ بنے

جب زمانہ حکیم محمد مومن خان مومن و شیخ محمد ابراہیم ذوق و میرزا اسد اللہ خان غالب و شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ حیدر علی آتش کا آیا ان لوگون نے زبان اردو کے روزمرہ کو خوب صاف کیا اور کلام کو فصاحت و بلاغت سے بھر دیا اور کینگین اور ہیگا وغیرہ بہت سے الفاظ کو استعمال سے خارج کرکے اس زبان کا رتبہ ایسا بڑھا دیا کہ اشعار اردو کو اشعار فارسی کے ہم پہلو کرکے دکھا دیا لیکن اس عہد مین دہلی اور لکھنؤ کی زبان مین بڑا فرق ہوگیا یعنی شعراے دہلی کے بہت سے ترک کردہ لفظ و ترکیب کو شعراے لکھنؤ نے جائز رکھا اور بہت سے لفظ و ترکیب کو جو شعراے دہلی کے نزدیک درست تھے شعراے لکھنؤ نے ترک کر دیا تفصیل اوسکی باعث طول کلام ہے لیکن ہیچمیرز کو اوائل فکر سخن سے اس امر کا خیال تھا کہ دہلی یا لکھنؤ کی زبان مین جو بات اچھی معلوم ہو اوسکو اختیار کرون اور جو بات بری معلوم ہو اوسکو ترک کردون چنانچہ ویسا ہی کیا

## مومن

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھپہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مری خاطر
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون مین گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئی اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم
گلۂ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جیکو بری لگی
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین تھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپ نے وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا مینے بات وہ کون سی مری دیکھی صاف اتر گئی
تو کہا کہ جانے مری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

آپ پر اپنا اختیار نہین
جبر ہے ہمپہ کسقدر دیکھو

رام باتون مین تو وہ ہو نہ سکا
نقش و افسون ہی کوئی کر دیکھو

لخت دل کو نہ سمجھو مژگان پر
عاشقی کا ہے یہ ثمر دیکھو

دم ہے آنکھون مین اپنا مثل حباب
ہم تمہین کرتے ہین خبر دیکھو

وصل ہوتا نہین بھلا کیونکر
اپنی ہستی سے تو گذر دیکھو

دیکھتے ہی نہین تو کیا کہیے
کہیے تب حال کچھہ اگر دیکھو

ڈھونڈتے ہو تم بتان او دہر سے
آج کل جسکے ہاتھہ زر دیکھو

عشق بازی سے باز آ و حسن
چھوڑ دو اپنا یہہ ہنر دیکھو

## نصیر

مین ہی تہا جو دلکو رہا تہام اب تلک
غم کر چکا تہا ورنہ مرا کام اب تلک

ہم چشمی اوسکی چشم سے جو کی تہی اس لیے
ہم پھوڑتے ہین دیدۂ بادام اب تلک

ہے یاد اوسکے دلمین ہماری کہ جسنے
بھولے سے بھی لیا نہ کبھی نام اب تلک

یہان چہت سے آنکھین لگ گئین اور وہان وہ ماہرو
آیا نہ حیف تا بہ لب بام اب تلک

مر کر بھی ہمنے اس دل مضطر کے ہاتھہ سے
پایا نہ زیر خاک کچھہ آرام اب تلک

آ ساقیا شتاب ترے انتظار مین
پڑھتا ہے یہان دعای قدح جام اب تلک

سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبھو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہی جسکے حاضر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

جون گرد باد خاک ہمین یہان فراز ہو
دامن کشان ہے گردش ایام اب تلک

کہا کہا کے داغ سر و چراغان مین بجھا
ہرگز ملا نہ پردہ گل اندام اب تلک

ظاہر مین اوسکے گو ہے رکاوٹ پر اے نصیر
جاری ہے رسم نامہ و پیغام اب تلک

اور اونہین دنون مین الفاظ لاطینی مثل کپتان وغیرہ و الفاظ پرتگیزی مثل نیلام و کمرا و پاو یعنی نان پاو وغیرہ و الفاظ فراسیسی مثل فرامین وغیرہ و الفاظ انگریزی مثل بگی و گلاس و کاگ وغیرہ بھی زبان اردو مین داخل ہو گئے آخر

حیرت ہے یہان شرم ہے وہان نیچی نگاہین
پردے ہین بیچ مین حائل کئی دن سے

اوس در پہ کوئی جائے تو کیا خاک خوشی آئے
بہردی ہے وہاڑ دمن بہی کہگل کئی دن سے

ناقے کو ہے کیا فکر دل آزاری مجنون
خالی لیئے پہرتا ہے جو محمل کئی دن سے

ناخن کے خراشون نے تراشے ہین گل اسمین
سینہ ہے مرا سیر کے قابل کئی دن سے

کوتاہی مد نظر شوق نے مارا
اب پہر نظر آتا نہین ساحل کئی دن سے

دیکہا ہو کسی نے تو کوئی اوسکو بتاوے
روپوش ہوا ہے مرا قاتل کئی دن سے

اے مصحفی دو دن نگیا مین تو وہ بولا
آیا نہین در پر مرا سائل کئی دن سے

## انشا

ٹک آنکہہ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تسپر یہ غضب پوچہتے ہو نام ہمارا

تمنے تو نہین خیر یہہ فرمائیے باری
پہر کس نے لیا راحت و آرام ہمارا

مینے جو کہا آئیے مجہہ پاس تو بولے
کیون کسلیے کس واسطے کیا کام ہمارا

کہتے ہین کہین پاؤن تو پڑتا ہے کہین اور
ساقی تو ذرا ہاتہہ تو لے تہام ہمارا

ٹک دیکہہ ادہر غور کر انصاف یہ ہے آہ
ہو جرم و گنہ غیر سے اور نام ہمارا

اے باد سحر محفل احباب مین کہیو
دیکہا ہے جو کچہہ حال تہ دام ہمارا

سرگشتگی راحلہ شوق مین اے عشق
پڑتا ہے نئے وضع سے ہر گام ہمارا

اے برہمن دیر محبت مین صنم کے
اللہ ہی باقی رکہے اسلام ہمارا

ہم کوچہ دلدار کے ہوتے ہین تصدق
اے شیخ حرم ہے یہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تک انشا
پہونچے ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

## حسن

غیر کو تم نہ آنکہہ بہر دیکہو
کیا غضب کرتے ہو ادہر دیکہو

خاک مین مت ملاو دل کو مرے
جی مین سمجہو ٹک اپنا گہر دیکہو

دیکہنا زلف و رخ نہین ہر وقت
شام دیکہو نہ تم سحر دیکہو

گل ہوے جاتے ہین چراغ کی طرح
ہمکو ٹک جلد آنکر دیکہو

بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجیے
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہ اپنا دشمن جان ہے

برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مرے سو بھی
چراغ صبح کی مانند کوئی دم کا مہمان ہے

یہہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ہے گردون
غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے

## قطعہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر
جو دیکھا تو بشدت آتش سوزان فروزان ہے

تعجب ہمکو آیا کھولکر دیکھا جو مرقد کو
نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان وہان ہے

مگر اک راکھہ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمین سے
پیاپے شعلہ اٹھتے ہین اور اک اخگر سا پنہان ہے

## جرأت

کوئی یان اوسکو لے آ کو بلا کے
بہانہ سے کسی اور آشنا کے

ہزار افسوس کیون اے زندگانی
چلی یون خاک مین ہمکو ملا کے

بتان تیغ تغافل سے نمارو
کہ ہین ہم آگے ہی مارے خدا کے

کرے ہے کس مزے سے دلکی چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

نگاہ یار ہے یون جانب دل
نشانیکو کوئی جیسے کہ تاکے

گیا وہ در پہلو سے کہ جسکو
کبھی روتے ہے تک چھاتی لگا کے

چلی مونہہ موڑ کر کیون اے جوانی
ہمین یہ ولولے اپنی دکھا کے

غضب ہے لیتی ہی آغوش مین ہے
وہ اوسکا سانس لینا کسمسا کے

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب
بٹھا اوا اپنی محفل مین بلا کے

اوٹھا کر آنکھہ گر دیکھون بحسرت
تو مجھکو مارو گردن بٹھا کے

تمہارے غم مین دی یون جان جرأت
کیا کیا تونے اے بندے خدا کے

## مصحفی

ہے اوس صف مژگان سے مقابل کئی دن سے
پھر جان پہ کھیلا ہے مرا دل کئی دن سے

پھر وحشت دل سلسلہ جنبان سفر ہے
پھر سر پہ چڑھی رہتی ہے منزل کئی دن سے

اللہ کرے خیر چڑھائی ہوئے تیوری
بپھرا ہوا پھرتا ہے وہ قاتل کئی دن سے

شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے

ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاو
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

درد کچھہ معلوم ہے یہ لوگ سب
کسطرف سے آئے تھے کیدھر چلے

## میر

گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
لیک لگ چلنے مین بلا ہین ہم

اے بتان اسقدر جفا ہمپر
عاقبت بندۂ خدا ہین ہم

سرمہ آلودہ مت رکھا کر چشم
دیکھہ اس وضع سے خفا ہین ہم

ہے نمک سود سب تن مجروح
تیرے کشتون مین میرزا ہین ہم

آستان پر تیرے ہی گذری عمر
اسی دروازے کے گدا ہین ہم

تیرے کوچہ مین تا بمرگ رکھا
کشتۂ منت وفا ہین ہم

کوئی خواہان نہین ہمارا میر
گو اسیر جس نارواہین ہم

## سودا

گل سینکے ہے اور رونکی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھہ تو ادھر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونیکی ہماری
ٹپکا تری آنکھون سے تو ہی لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
دیکھا نہ کبھی تونے ذرا روی اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہے تو اے یار
کچھہ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بھی

تھا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی

## حسرت

جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے
اکیلی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے

جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپے جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھہ اور اوسکا گریبان ہے

اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
تو اسی یعقوب ہر اک مصر مین سو ماہ کنعان ہے

لیکن ان سبھونمین افصح ظہور الدین حاتم تہا اوسنے ایک دیوان زبان قدیم مین دوسرا دیوان
سے بدیوان زادہ زبان جدید مین یادگار ہے اسکے بہت سے نامی شاگرد تہے سب مین
ممتاز مرزا رفیع سودا تہا قصیدہ خوب کہتا تہا اور اوسکو بڑا فروغ ہوا تہا غرض محمد شاہ
بادشاہ کے عہد مین نظم ہندی کا بڑا رواج ہوا اور بیشتر اہل علم ریختہ کہنے لگے مگر کسینے محاورہ
قدیم کو ترک کیا نہین آخرش مرشد کامل ہادی آگاہ دل حضرت میرزا مظہر جانجاناں
رحمۃ اللہ علیہ نے زبان قدیم کی اصلاح کی یعنی پہلے حضرت ہی نے بہ تتبع اشعار
فارسی زبان ریختہ کو الفاظ غیر مانوس سے خالی کیا اور ترکیب خوب و بندش مرغوب
سے نیا جلوہ دکہلایا اور حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ و میر محمد تقی میر و میرزا سودا
و میرزا جعفر علی حسرت نے بہی اور اور جزوی آرایش و پیرایش دیکے زبان قدیم
مین وہ تصرف کیا کہ ایک طرز جدید پیدا ہوا یعنی لفظ ستی سے حرف تے اور لفظ ایدہر
اور لفظ پیر بمعنی باز وغیرہ سے حرف یا اور لفظ او دہر اور آؤنا اور چھونا وغیرہ سے
حرف واو کو نکال دیا اور باتان اور راتان وغیرہ الفاظ کے علامت جمع کو واو و
نون سے بدل دیا و پتیم و درسن و پاتی و رین و سانجہہ و بھیر و برہ و اگن و سجن وغیرہ
الفاظ کو ترک فرمایا اور اوسی زبان مین قلندر بخش جرأت و غلام ہمدانی مصحفی
و انشاء اللہ خان و میر حسن دہلوی و نصیر دہلوی وغیرہ شعرای دہلی و لکہنؤ شعر کہتے
رہے چنانچہ اشعار مرقومہ ذیل سے ظاہر ہوگا

## مظہر

گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار تہا
لیکن اس جور و جفا کا بہی سزاوار تہا

لوگ کہتے ہین ہوا مظہر بیکس افسوس
کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بہی تو بیمار تہا

توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے
آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین

اگر ملے تو خفت ہے نہ ملیے تو قیامت ہے
غرض نازک مزاجونکو محبت سخت آفت ہے

## درد

تہمت چند اپنے ذمے دہر چلے
کسلیے آئے تہے ہم کیا کر چلے

ندیوے لیکے دل وہ جعد مشکین + اگر باور نہو تو مانگ دیکھو

## پیام

بات منصور کو فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

## حاتم

آتا ہے اب نشہ کے طرف جی کبھو کبھو
ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

تم تو بیٹھے ہوے یہ آفت ہو
اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور دماغ اے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو

پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے
ساقی شتاب آکہ خزان مین بہار ہے

بے خود اس دور مین ہین سب حاتم
اندنون کیا شراب سستی ہے

سر کو ٹپکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے
ہمنے شب ہجر کی دولت سی مزا لوٹا ہے

ہر صبح اوٹھہ بتون سے مجھے رام رام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

## زکی

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی
ہاتھہ سے ہاتھہ ملے حیف سی سینہ کوٹا

## سجاد

لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون +

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے درکنار ہوتے ہین +

بتونکے آستین کسقدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے +

## ناجی

ماہرو جب سفید پوش ہوا
ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا

ترے رخسار کے پرتو سی اے شوخ
پری خانہ ہوا گھر آرسی کا

غم نہین گر دلبری سی دل کو لیجاتا ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

ان بتون کو ہم فقیرون سے کہو کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہین اور یاد خدا کا نام ہے

عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنے
ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

مرا دل مجھسے کرکے بیوفائی + پسند خاطر خوبان ہوا ہے
اک دل نہین آرزو سے خالی + برجا ہے محال اگر خلا ہے
سن ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق + کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

یہ شخص عالمگیر بادشاہ کے آخر عہد مین اورنگ آباد سے دار الخلافت مین آیا تہا اور اوسی عہد سی شاہجہان آباد مین اردو شعر کہنے کا رواج ہوا اور بیشتر صاحب علم اور موزون طبعون نے اس زبان مین شعر کہا ہی چنانچہ میر معز موسوی خان فطرت نی کہ سادات موسویہ قسم سی تہے اور سنہ ۱۱۲۹ گیارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی تہی اور شاعر کامل میرزا عبد القادر بیدل مرحوم نی بہی کہ سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا اور میرزا عبد الغنی بیگ قبول نی بہی کہ سنہ ۱۱۴۹ گیارہ سو انتالیس ہجری مین قضا کی اس زبان مین شعر کہے ہین چنانچہ ان شعرونسی ظاہر ہے

## فطرت

از زلف سیاہ تو بدل دہوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گہٹا جہوم پڑی ہے

## بیدل

مت پوچہہ دلکی باتین وہ دل کہان ہی ہم مین
اس تخم بی نشان کا حاصل کہان ہی ہم مین
جب دل کے آستان پر عشق آن کر پکارا
پردی سے یار بولا بیدل کہان ہی ہم مین

## عبد الغنی بیگ قبول

دل یون خیال زلف مین پہرتا ہی نعرہ زن
تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پہرے

بہر کیف محمد شاہ بادشاہ کی اوائل عہد یعنی سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین جب دیوان ولی دکہن سے شاہجہان آباد مین آیا اسکی شہرت ہوی ہر جگہ مشہور ہوا سبہون نی اسکو دیکہا بہالا اور اوس شعر کا بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ ہو گیا اوس عہد کی سخن وران نامی و نکتہ پروران گرامی مین نجم الدین آبرو معروف بشاہ مبارک شرف الدین علیخان ہیام شیخ ظہور الدین حاتم جعفر علی خان زکی میر سجاد محمد شاکر ناجی ہین یہ اشعار اونکے ہین

## آبرو

کیون چہپا ظلمت مین گر اوس لب سی شرمندہ تہا
جان کچہہ پانی مری ہے چشمۂ حیوان کی بیچ

## سعدی

ہمنا تمن کو دل دیا تمنے لیا اور دکھہ دیا
تم یہہ کیا ہم وہ کیا یہہ ہی جگت کی ریت ہے

دونین کے کہیر کرون رو رو بخون دل بہرون
پیش سگ کویت دہرون پیا پنجا ای میت ہے

سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ دُر ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

## عزیز اللہ

مجھہ نیمجان مین کیا سکت بولون جو دلیا تجھی صفت
عاجز عزیز اللہ اوپر دکھن کے سب پیران مدد

## فضلی

رکھون ہون نیم جان جانان تصدق تجھپہ کرنیکو
کیا سب تن کو مین درین اجھون درس نا پی ہون

## لطفی

تجھہ عشق کی اگن سے شعلہ ہو جال اوٹھا جیو
دل موم کے نمونہ گل گل پگھل گیا ہے

مین عشق کی گلی مین گھائل پڑا تھا تیر
جوبن کا تاتا آکر مجھکو کھندل گیا ہے

## محمود

محمود تجھمین پورا دستا ہنر وفا کا
ہے کیا ہنر جو بھاوے تو پی کو اس ہنر سے

## باقی

تیری انکھان و زلف سے کافر ہوا سارا جہان
اسلام اور تقوے کہان زہد اور مسلمانی کدھر

## ہاشم

دکھن اور ہند کے دلبر ہمن سے ہیجاب اچھے
کہ مکھڑے چاند سے پر جن کے خط کے پیچتاب اچھے

ولیکن ان سبھون مین محمد ولی ولی سرآمد اقران و امثال تھا بلکہ اپنے عہد مین شعر گوئی مین بیمثال تھا اوسکے شعر مین نوعی غزلیت بھی ہے اور دوسرونکے بہ نسبت اوسکی کلام مین فصاحت و بلاغت بھی ہے

## اشعار ولی

خط کے آئینے سے خبردار کیا گلرو کو
نشہ ہوش ہے اس بادہ ریحانی مین

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصای موسے ہے

منگوایا اس نقل وحرکت کے باعث بہت سے الفاظ دکھنی بھی زبان دہلی مین
مل گئے زبان مین ایک نقص پیدا ہوا اور وہی انداز گفتگو آخر عہد جہانگیر شاہ تک رہا لیکن
جب شاہجہان بادشاہ نے مسنہ ایکہزار اٹھاون ہجری مین شاہجہان آباد کو آباد کیا اور شہر قدیم
کہ پہلوی اندرپت مین تہا معطل ہو کر ملقب بشہر کہنہ وقلعہ کہنہ ہوا شاہجہان آباد مین اطراف
وجوانب عالم سے ہر قسم کے ذی علم اور صاحب استعداد اور قابل لوگ آکر مجتمع ہوے
قدیم ہندی متروک ہونے لگی محاورے مین فرق ہونے لگا زبان اردو کی ترقی شروع ہوی
تو بھی دکھنی لفظونکا استعمال رہا کیا اور سبب اسکا یہ تہا کہ جو لوک ہمرکاب سلاطین ممالک
دکھن کو جاتے تہے اشعار شعرای دکھن مثل احسن واحمد واشرف وجعفر وخوشنودی وسالک
وسعدی وعزیز اللہ وفضلی ولطفی ومحمود وہاتفی وہاشم کے لاتے تہے اور وہ اشعار مطبوع طبع
باشندگان شاہجہان آباد ہوتے تہے اسی طرح الفاظ دکھنی رواج پاتے تہے شعرای مذکورہ
بالا کے چند شعر یہ ہین

## احسن

جب تے سفر پی نے کیا تب تے غریب آوارہ ہون | یا بیگ پی آیا کرین یا مجھکو لین بلوای کر

## احمد

بہوت دنین کی چہلکان صبوری ساتہہ لے توشہ | کمر ہمت کی باندہی اور ہیت کی باٹ پر نکلے

## اشرف

پیا بن سری تین اگ بہایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاوے | بہوت اب جو گیونکا انگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاوے

## جعفر

غمزان سے دیکہو شوخ مجھے مار کر چلے | مجروح تسپہ راہ منی ٹہار کر چلے

## خوشنودی

سب رین جاگے سیج پر تو بہی سجن آیا نہین | چپ چپ کے دیکہی باٹ مین درسن کو دکہلایا نہین

## سالک

پہرون بیہوش ہو کر مین برہنہ پا بدل پیرے | یقین جو جہو تمن پیارے کہ سالک کو لبہانا ہے

توضیح اقسام زبان پارسی کی ہے زبان دری کی تعریف مین یہ بات لکھی ہے
کہ جس زبان مین حاضران دربار یا بان درگاہ سلاطین گفتگو کرتے ہے اوس زبان کو دولت
سلطان کی طرف منسوب کرکے دری کہتے ہین یہی حال زبان اردو کے اردو نام
پڑنے کا بھی ہے اور بعضون نے نظم اردو کے ریختہ کہلانیکی وجہ تسمیہ کو اسطرح بیان
کیا ہے کہ معمارونکی محاورے مین ریختہ اوس مصالحہ کو کہتے ہین جسکو واسطے استحکام
در و دیوار کے چند اجزا مخلوط کرکے بناتے ہین اور چونکہ زبان اردو کے نظم مین بھی
الفاظ عربی مثل اللہ و رسول و فارسی مثل دل و زبان و ترکی مثل چاقو و باورچی و
عبرانی مثل یوسف و ہارون و یونانی مثل کیمیا و قرطاس و اصطرلاب و ہندی مثل
خچر و پرتلا و اتکل و سنسکرت مثل موتی و انت بجالو و زبان تامل مثل اردلی بمعنی اش
و زبان تلنگو مثل بڑا جو کدو و ماش وغیرہ چیزونسے کہانیکے لیئے بناتے ہین و زبان
گجرات مثل تنہا بمعنی خوردے کے و زبان چین مثل لیچی یا لیچو میوہ معروف و زبان ملائی
مثل گدام و زبان امریکا مثل تنباکو کی ترکیب ہے اسلیے اسکا نام ریختہ رکھا گیا ہے
زبان اردو روزمرہ شہر دہلی کو کہتے ہین اوس شہر مین قدیم الایام سے برابر زبان
ہندی مروج تھی ہر شخص اوسی زبان مین کلام کرتا تھا جب ۶۰۰ نسو اٹھاسی ہجری مین سلطان معز الدین مشہور
بہ شہاب الدین محمد غوری نے ملک ہند پر چڑھائی کی اہل ہند کو شکست دی
پتھورا کا کام تمام کیا تمام ملک ہند سلاطین غور کے قبضۂ اختیار مین آیا رفتہ رفتہ زبان
قدیم مین لفظ فارسی عربی و ترکی ملتا گیا اوس عہد مین حضرت امیر خسرو دہلوی نے
کہ انتقال اونکا ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین واقع ہوا ہے بہت سے شعر بطور ملمع کی کہے ہین چنانچہ یہ شعر اونکا ہے

شعر

زحال مسکین مکن تغافل دورائے نینان بنائے بتیان | کہ تاب ہجران ندارم اے جان نہ لے ہو کاہے لگائی چھتیان

جب محمد شاہ بن تغلق شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے ظلم و ستم مین انکا شہرہ ہوا
باشندگان دہلی پر یہ ایک تازہ ظلم کیا کہ اونکو شہر مین رہنے ندیا دیوگیر معروف
بدولت آباد مین بھیجدیا اور پھر قبل اپنی سلطنت کے زوال کے اون لوگون کو دہلی مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ حرف غلط صفحۂ ہستی نقش باطل کارگاہ بلندی و پستی عبد الغفور نساخ
سخن پروران گرامی فن و زبان آوران عالی سخن کی خدمت مین عرض رساہے
کہ جب سے اس سوختۂ تجلی کدۂ طور معانی کے دلمین لمعۂ شوق شعر و سخن شعلہ زن ہوا اور
آفتاب ذوق مضامین بلند اس ذرۂ بیمقدار کے ساحت دل پر پرتو افگن ہوا شعرائے
متقدمین و متاخرین زبان اردو کے اشعار دیکھنے لگا انکی زبان اور محاورے مین بہت
فرق پایا گیا بے تحقیق کمر ہمت چست باندھی خوب تفتیش کی برسون اسی فکر مین رہا
ایک عمر کو برباد کیا باری جب بہت سے دیوان اور تذکرے نظر سے گذرے بہت سی کتابین
دیکھین بیشتر مسئلے اسکے حل ہوگئے بہت سی باتین معلوم ہوگئین تب جیمین آیا کہ زبان اردو
کی کیفیت کو دلسے زبان پر لاؤن کہ اردو کس زبان کو کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی کیا ہے
اور نظم اردو کو ریختہ کیون کہتے ہین اور کب سے یہ زبان اقلیم ہند مین مروج ہوئی ہے
اور کیونکر اصل ہندی مین تصرف ہوتا گیا اور کسطرح پر تغیر و تبدل واقع ہوا اور کس عہد کے
شعرا کی زبان کا کیا طرز تھا پس معلوم ہو کہ زبان اردو کو اردو کیون کہتے ہین اسکی وجہ
تسمیہ کو بعضون نے اسطرح پر لکھا ہے کہ زبان فارسی و ترکی مین اردو لشکر کو کہتے ہین
اور چونکہ یہ زبان لشکری و حضوری و ایستادگان پایۂ تخت شاہی کے زبان پر جاری
ہوئی اسلئے اس زبان کا نام اردو پڑ گیا چنانچہ صاحب دستور شگرف نے بھی جس مقام مین

تو

INDIAN INSTITUTE

Zaban Rekhta

هو الغفور الرحیم

رسالہ در تحقیق زبان اردوے معلے موسوم بنام تاریخی

# زبان ریختہ

۱۲۷۵

تصنیف جناب مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ نساج

بصحت تمام و حسن اہتمام و ساعات خیر انجام

مطبع نامی منشی نولکشور میں مزین بطبع ہوا

Zabān-ē-Retchtak.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.